نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام

ایک افسانہ یا حقیقت؟ (۳)

حافظ محمد زبیر ☆

دوسری دلیل:

قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزول پر دوسری دلیل درج ذیل آیاتِ مبارکہ ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۭ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ﴿١٥٧﴾ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿١٥٨﴾ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿١٥٩﴾﴾ (النساء)

''اور ان کا یہ کہنا کہ یقیناً ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریمؑ اللہ کے رسول کو قتل کر دیا ہے' اور انہوں نے عیسیٰ بن مریمؑ کو نہ تو قتل کیا ہے اور نہ ہی انہیں سولی دی ہے' لیکن عیسیٰ بن مریمؑ ان کے لیے مشتبہ بنا دیے گئے۔ اور بے شک جن لوگوں نے عیسیٰ بن مریمؑ کے بارے میں اختلاف کیا وہ ان کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں' ان کے پاس عیسیٰ بن مریمؑ کے بارے میں کچھ بھی علم نہیں ہے سوائے گمان کی پیروی کے۔ اور انہوں نے عیسیٰ بن مریمؑ کو یقیناً قتل نہیں کیا ہے' بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا ہے' اور اللہ تعالیٰ غالب' حکمت والا ہے۔ اور اہل کتاب میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جو عیسیٰ بن مریمؑ پر ان کی وفات سے پہلے ایمان نہ لے آئے' اور عیسیٰ بن مریمؑ قیامت کے دن

☆ شعبہ تحقیق اسلامی' قرآن اکیڈمی لاہور

ان پر گواہ ہوں گے''۔

سورۃ النساء کی مذکورہ بالا آیت مبارکہ ۱۵۹ میں دو جگہ یعنی 'بِہٖ' اور 'مَوْتِہٖ' میں 'ہٖ' ضمیر وارد ہوئی ہے۔ ان دونوں مقامات پر یہ ضمیر کس کی طرف لوٹ رہی ہے' اس بارے میں کل پانچ اقوال ہیں:

پہلا قول: اس قول کے مطابق 'لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ' میں 'ہٖ' ضمیر حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اسی طرح 'مَوْتِہٖ' میں بھی 'ہٖ' ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ بن مریمؑ ہیں۔ اگر 'مَوْتِہٖ' کی ضمیر حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کی طرف لوٹائی جائے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کی ابھی وفات نہیں ہوئی' بلکہ وہ زندہ ہیں اور قیامت سے پہلے ان کا نزول ہوگا' جیسا کہ متواتر احادیثِ مبارکہ میں اس کا ذکر ہے۔ اس قول کی صورت میں آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے نزول کے وقت موجود تمام یہود و نصاریٰ ان کی وفات سے پہلے حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے اللہ کا رسول ہونے' اس کا بندہ ہونے' ان کے سولی نہ چڑھنے اور مقتول نہ ہونے اور آسمانوں پر زندہ اٹھائے جانے پر ایمان لے آئیں گے۔ اس قول کو حضرت ابوہریرہ' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم' مجاہد' ابومالک' حسن بصری' قتادہ' ابن زید' ابن جریر طبری' امام ابن کثیر' امام شوکانی' امام ابوحیان الاندلسی' علامہ ابن حجر' ابوالعباس السمین الحلبی' ابن عجیبہ' نواب صدیق حسن خان' جمال الدین قاسمی' امام بقاعی' علامہ شنقیطی' علامہ شمس الحق عظیم آبادی' شاہ عبدالقادر' شاہ رفیع الدین' مولانا محمد جونا گڑھی' مولانا وحید الزمان خان' سید احمد حسن دہلوی' مولانا ثناء اللہ امرتسری' مولانا محمود حسن دیوبندی' مولانا مفتی محمد شفیع' مولانا ادریس کاندھلوی' مولانا احمد رضا خان بریلوی' پیر کرم شاہ صاحب اور مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہم اللہ نے اختیار کیا ہے۔

دوسرا قول: اس قول کے مطابق 'بِہٖ' میں 'ہٖ' ضمیر تو حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے لیے ہے لیکن 'مَوْتِہٖ' کی 'ہٖ' ضمیر 'احد' کی طرف لوٹ رہی ہے جو کہ آیت میں محذوف ہے اور اس آیت کی تقدیرِ عبارت 'وما احد من اھل الکتاب إلا واللہ لیؤمنن بہ' یا 'وان احد الا لیؤمنن کائن من اھل الکتاب' ہے۔ پہلی تقدیرِ عبارت امام ابوحیان الاندلسیؒ نے بیان کی ہے جبکہ دوسری کو علامہ زمخشری نے اختیار کیا ہے۔ اس قول کے مطابق آیت مبارکہ کا مفہوم یہ ہوگا کہ کوئی بھی کتابی (یعنی یہودی یا عیسائی) ایسا نہ ہوگا جو کہ اپنی وفات سے پہلے حضرت عیسیٰ بن

مریم پر ایمان نہ لے آئے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں' اور اس ایمان سے مراد اصطلاحی ایمان نہیں ہے بلکہ یقین قلبی مراد ہے' جیسا کہ آیت مبارکہ ﴿وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا﴾ (النمل:١٤) کے مطابق آلِ فرعون کو حضرت موسیٰ کے نبی اور رسول ہونے کا یقین تھا۔ اس قول کو ابن عباس رضی اللہ عنہما' مجاہد' ضحاک' حسن بصری' ابن سیرین' زجاج' عکرمہ' ابو سعود' واحدی' نیشاپوری' امام نووی' علامہ آلوسی' سید قطب شہید' ابن عاشور' علامہ ابوبکر الجزائری' مفتی محمد عبدہ' رشید رضا اور علامہ صابونی رحمہم اللہ نے ترجیح دی ہے۔

تیسرا قول: تیسرے قول کے مطابق 'بِہٖ' میں 'ہ' ضمیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹ رہی ہے جبکہ 'مَوْتِہٖ' میں 'ہ' ضمیر کتابی (یعنی یہودی و عیسائی) کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اس قول کے مطابق آیت کا معنی یہ ہوگا کہ ہر کتابی اپنی وفات سے پہلے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے گا لیکن اُس وقت اُس کا یہ ایمان لانا اسے کچھ فائدہ نہ دے گا۔ یہ قول حضرت عکرمہؒ کا ہے۔ اس قول کو ان کے علاوہ مفسرین نے بیان تو کیا ہے لیکن کسی نے بھی اس کو ترجیحاً اختیار نہیں کیا۔

چوتھا قول: اس قول کے مطابق 'بِہٖ' میں 'ہ' ضمیر اللہ کی طرف لوٹ رہی ہے جبکہ 'مَوْتِہٖ' میں 'ہ' ضمیر کتابی کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اس قول کے مطابق آیت کا معنی یہ ہوگا کہ ہر کتابی اپنی وفات سے پہلے اللہ پر ایمان لے آئے گا لیکن اُس وقت اس کا یہ ایمان لانا اسے کچھ فائدہ نہ دے گا۔ اس قول کو بھی بہت سے مفسرین نے بیان تو کیا ہے لیکن کسی بھی تفسیر میں اس قول کے قائل کا نام موجود نہیں ہے۔ اس قول کو بھی تیسرے قول کی طرح کسی بھی مفسر نے ترجیحاً پسند نہیں کیا۔

پانچواں قول: پانچویں قول کے مطابق 'بِہٖ' میں 'ہ' ضمیر قرآن کے لیے ہے جبکہ 'مَوْتِہٖ' میں 'ہ' ضمیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے۔ یہ قول مولانا امین احسن اصلاحی صاحب کا ہے' ان سے پہلے سلف میں کہیں بھی یہ قول نہیں ملتا۔

چھٹا قول: اس قول میں پہلے دو اقوال کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس قول کے مطابق 'بِہٖ' میں 'ہ' ضمیر حضرت عیسیٰ بن مریم کی طرف لوٹ رہی ہے اور 'مَوْتِہٖ' میں بھی 'ہ' ضمیر 'احد' محذوف کی طرف لوٹ رہی ہے۔ یہ قول بھی دوسرے قول ہی کی طرح ہے لیکن اس قول کے قائلین نے آیت کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے نزول کے وقت موجود ہر کتابی اپنی وفات سے پہلے حضرت عیسیٰ بن مریمؑ پر ایمان لائے گا اور ان کے اللہ کے بندے اور اس کا رسول ہونے کی تصدیق کرے گا۔ اس قول کو مقاتل بن حیان' علامہ مجد الدین

فیروز آبادی اور علامہ سید طنطاوی ؒ نے قابل ترجیح قرار دیا ہے۔ مقاتل بن حیانؒ اور علامہ سید طنطاویؒ نے پہلے دو اقوال کو مطلقاً بھی جمع کیا ہے' ہم اس جمع کا آگے چل کر ذکر کریں گے۔

ساتواں قول: بعض مفسرین نے پہلے دو یا تین یا چار اقوال کو صرف بیان کیا ہے لیکن ان میں سے کسی ایک کو ترجیح نہیں دی۔ امام قرطبیؒ نے پہلے چار اقوال کو بیان کیا ہے اور ان میں سے پہلے دو کو ترجیح دی ہے لیکن پہلے دو میں سے کسی ایک کو منتخب نہیں کیا۔ علامہ زمخشریؒ نے بھی پہلے دونوں اقوال کو درست قرار دیا ہے۔ امام رازی' امام بیضاوی' امام سیوطی' علامہ سمرقندی' امام خازن' عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی اور سلیمان الأشقر ؒ نے بھی پہلے دو اقوال کو بیان کیا ہے لیکن ان میں سے کسی کو ترجیح نہیں دی۔ امام ماوردی' ابن عطیہ' عز بن عبدالسلام' الثعالبی اور ابو جعفر النحاس ؒ نے پہلے تین اقوال کو 'بغیر کسی قول کو راجح قرار دیے' بیان کیا ہے۔ امام بغوی' علامہ ابن جوزی' امام نسفی اور ابن عادل الحنبلی ؒ نے پہلے چار اقوال کو بیان کیا ہے لیکن کسی ایک قول کو دوسرے اقوال پر ترجیح نہیں دی۔

ساتوں اقوال کا ایک تجزیاتی مطالعہ

تیسرا قول شاذ ہے' کیونکہ اسے صرف حضرت عکرمہؒ نے اختیار کیا ہے۔ حضرت عکرمہؒ کا یہ قول قرآن کے ظاہری سیاق وسباق کے خلاف ہے لہٰذا مردود ہے' کیونکہ اس آیت مبارکہ سے پہلے حضرت عیسیٰ بن مریمؑ' ان کی ماں اور یہود کا تذکرہ ہے نہ کہ اللہ کے رسول ﷺ کا۔ حضرت عکرمہؒ سے دوسرا قول بھی مروی ہے جس کو ابن جریر طبریؒ نے بیان کیا ہے لہٰذا حضرت عکرمہؒ کے دونوں اقوال میں تعارض ہے' اس لیے ان میں سے کوئی ایک بھی قابل احتجاج نہیں ہے۔

چوتھا قول بھی شاذ ہے' اس کے قائل کا کسی بھی مفسر نے ذکر نہیں کیا ہے۔ یہ قول بھی قرآن کے سیاق و سباق کے خلاف ہے' جیسا کہ ہم آگے چل کر اس پر مفصل بحث کریں گے۔ لہٰذا یہ قول بھی مردود ہے۔ اس قول کو کسی بھی مفسر نے اختیار نہیں کیا۔

پانچواں قول بھی شاذ اور مردود ہے۔ اسے چودہ صدیوں میں کسی بھی مفسر نے بیان نہیں کیا۔ یہ محض ایک ایسی تفسیر بالرائے ہے جس کی کوئی دلیل اس کے قائل نے بیان نہیں کی۔ یہ قول بھی قرآن کے سیاق وسباق کے خلاف ہے۔

چھٹا قول کوئی مستقل بالذات قول نہیں ہے بلکہ یہ پہلے دو اقوال ہی کی تطبیق کی ایک

صورت ہے۔لہٰذا اس کا پہلے دو اقوال سے کوئی تعارض نہیں ہے۔
ساتواں قول در حقیقت کوئی رائے نہیں ہے بلکہ کسی قول کو اختیار کرنے میں غیر جانبدارانہ رویے کا اظہار ہے لہٰذا اس کا بھی پہلے دو اقوال سے کوئی ٹکراؤ نہیں ہے۔
اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں بنیادی اقوال پہلے دو ہی ہیں۔ پہلا قول جمہور مفسرین کا ہے جبکہ دوسرے قول کو بھی مفسرین کی ایک بڑی تعداد نے اختیار کیا ہے۔ان دونوں اقوال کے قائلین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ 'بِہٖ' میں 'ہٖ' ضمیر حضرت عیسیٰ بن مریم ؑ کی طرف لوٹ رہی ہے جبکہ 'مَوْتِہٖ' کی 'ہٖ' ضمیر کے بارے میں اختلاف ہے۔ پہلے قول کے مطابق 'مَوْتِہٖ' کی 'ہٖ' ضمیر کا مرجع بھی حضرت عیسیٰ بن مریم ؑ ہی ہیں جبکہ دوسرے قول کے مطابق اس کا مرجع کتابی ہے۔علماء کی رائے میں جب اختلاف ہو جائے تو سب سے پہلے تطبیق کی کوئی صورت نکالنی چاہیے' اگر وہ ممکن نہ ہو تو قرائن کی بنیاد پر کسی ایک رائے کو ترجیح دینی چاہیے۔

پہلے دونوں اقوال میں تطبیق کی صورتیں

ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی مفسر مثلاً حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' مجاہدؒ اور حسن بصریؒ سے بھی دونوں اقوال مروی ہیں۔ صحابہؓ اور تابعینؒ سے یہ بعید ہے کہ وہ ایک ہی آیت کی تفسیر میں دو متضاد آراء کا اظہار کریں' لہٰذا ابن عباسؓ' مجاہدؒ اور حسن بصریؒ کا پہلے دونوں اقوال کو بیان کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ ان کے نزدیک ان دونوں اقوال میں تعارض نہیں ہے۔معروف تابعی حضرت مقاتل بن حیانؒ نے پہلے دو اقوال کو یوں جمع کیا ہے:

﴿وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ﴾ یعنی وما من أھل الکتاب یعنی الیھود ﴿اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ﴾ یعنی بعیسی ﴿قَبْلَ مَوْتِہٖ﴾ أنه نبی ورسول قبل موت الیھودی یعنی عند موته لأن الملائکة تضرب وجوھھم وأدبارھم و تقول یا عدو اللّٰہ أن المسیح الذی کذبتم به ھو عبد اللّٰہ ورسوله حقا فیؤمن به ولا ینفعه ویؤمن به من کان منھم حیا إذا نزل عیسٰی (۱)

"'اَھْلِ الْکِتٰبِ' سے مراد یہودی ہیں اور 'بِہٖ' میں 'ہٖ' ضمیر سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریمؑ ہیں اور آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ہر یہودی اپنی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ بن مریمؑ پر ایمان لے آئے گا کہ وہ اللہ کے نبی اور اس کے رسول ہیں' کیونکہ ان کی موت کے وقت فرشتے ان کے چہروں اور ان کی پیٹھوں پر ماریں گے اور کہیں گے: اے اللہ

کے دشمن! بے شک حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کو تم نے جھٹلا دیا حالانکہ وہ اس کے سچے رسول تھے' پس وہ یہودی اس وقت ان کو اللہ کا رسول مان لے گا لیکن اسے اس وقت کا ایمان لانا کچھ فائدہ نہ دے گا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے نزول کے وقت جو یہودی بھی موجود ہوں گے وہ بھی ایمان لے آئیں گے''۔

مفتیٔ مصر علامہ سید طنطاویؒ نے بھی پہلے دو اقوال کو بڑے خوبصورت انداز میں جمع کیا ہے۔ علامہ صاحبؒ لکھتے ہیں:

والذی نراه أولی أنه لا تعارض بین التأویلین فإن كلا منهما حق فی ذاته فكل كتابی عند ما تحضره الوفاة یعلم أن عیسٰی كان صادقا فی نبوته و أنه عبد اللّٰه وأنه قد دعا الناس إلی عبادة اللّٰه وحده و كذلك كل كتابی یشهد نزول عیسٰی فی آخر الزمان سیؤمن به ویتبعه ویشهد بأنه صادق فیما بلغه عن ربه (۲)

''ہمارے نزدیک ان دونوں اقوال میں کوئی حقیقی تعارض نہیں ہے بلکہ یہ دونوں ہی اپنی جگہ درست اور حق ہیں۔ پس جب بھی کسی کتابی کو موت آئے گی تو وہ یہ جان لے گا کہ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ اپنے دعوائے نبوت میں سچے' اللہ کے بندے تھے اور انہوں نے لوگوں کو اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کی طرف بلایا۔ اسی طرح ہر کتابی آخری زمانے میں حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے نزول کے وقت ان پر ایمان لے آئے گا اور ان کی پیروی کرے گا اور اس بات کی تصدیق کرے گا کہ انہوں نے جو باتیں بھی اپنے ربّ کی طرف سے پہنچائی تھیں وہ سب سچی تھیں''۔

علامہ مجد الدین فیروز آبادیؒ نے ایک اور انداز سے دونوں اقوال کو جمع کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

﴿وَاِنْ مِّنْ﴾ وما من ﴿اَهْلِ الْكِتَابِ﴾ الیهود والنصاری أحد ﴿اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ﴾ بعیسی أنه لم یكن ساحرا و لا اللّٰه و لا ابنه ولا شریكه ﴿قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ قبل خروج نفسه بعد نزول عیسٰی (۳)

'' 'اِنْ' سے مراد 'مَا' ہے جبکہ 'اَهْلِ الْكِتَابِ' سے مراد یہود و نصاریٰ میں سے کوئی ایک ہے اور 'بِهٖ' میں 'ہٖ' ضمیر سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریمؑ ہیں' اور ایمان لانے سے مراد یہ ہے کہ کتابی اس بات پر ایمان لے آئے گا کہ وہ نہ تو جادوگر تھے اور نہ ہی اللہ تھے' نہ اللہ کے بیٹے تھے اور نہ اس کے شریک تھے۔ 'قَبْلَ مَوْتِهٖ' سے مراد کتابی کی موت ہے جو کہ

حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے نزول کے بعد ہوگی"۔

پہلے دونوں اقوال میں سے راجح قول

ہمارے نزدیک جمہور مفسرین کا قول یعنی پہلا قول راجح ہے اور اس قول کی وجوہاتِ ترجیح میں قرآن کا سیاق و سباق' احادیث مبارکہ اور اقوالِ صحابہؓ شامل ہیں۔ ہمارے خیال میں پہلے قول کی درج ذیل وجوہات ترجیح ہیں:

پہلی وجه : علامہ شنقیطیؒ لکھتے ہیں:

فإن قیل قد ذهبت جماعة من المفسرین' من الصحابة فمن بعدهم إلی أن الضمیر فی قوله: ﴿قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ راجع إلی الکتابی' أی لیؤمنن به الکتابی قبل موت الکتابی۔ فالجواب أن یکون الضمیر راجعا إلی عیسی' یجب المصیر إلیه' دون القول الآخر' لانه ارجح منه اربعة اوجه: الاول: انه ظاهر القرآن المتبادر منه' و علیه تنسجم الضمائر بعضها مع بعض و القول الآخر بخلاف ذلك۔ وإیضاح هذا أن الله تعالی قال: ﴿وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ﴾ ثم قال تعالی: ﴿وَمَا قَتَلُوْهُ﴾ أی عیسی' ﴿وَمَا صَلَبُوْهُ﴾ أی عیسی ﴿وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ﴾ ای عیسی ﴿وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ﴾ ای عیسی لفی شك منه أی عیسی ﴿مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ﴾ ای عیسی ﴿وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا﴾ ای عیسی ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ﴾ أی عیسی ﴿وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ﴾ ای عیسی ﴿قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ ای عیسی ﴿وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا﴾ ای یکون هو ای عیسی علیهم شهیدا۔ فهذا السیاق القرآنی الذی تری' ظاهر ظهورا لاینبغی العدول عنه' فی أن الضمیر فی قوله قبل موته راجع إلی عیسی۔

"اگر یہ کہا جائے کہ مفسرین کی ایک جماعت کا خیال یہ ہے کہ 'مَوْتِہٖ' کی ضمیر کتابی کی طرف لوٹ رہی ہے اور آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ہر کتابی اپنی وفات سے پہلے حضرت عیسیٰ بن مریمؑ پر ایمان لے آئے گا' تو اس کا جواب یہ ہے کہ 'مَوْتِہٖ' کی ضمیر کو حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کی طرف لوٹانا ضروری ہے اور اس قول کی چار وجوہاتِ ترجیح ہیں۔ پہلی

وجہ تو یہ ہے کہ قرآن کے ظاہر الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ 'مَوْتِهٖ' کی ضمیر حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کے لیے ہے اور اس قول کے مطابق ضمائر ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ایک جسم بن جاتی ہیں جبکہ دوسرے قول کا نتیجہ یہ نہیں نکلتا۔ قرآن کی آیت مبارکہ کا سیاق و سباق پہلے قول کی وضاحت کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قول 'وَمَا قَتَلُوْهُ' میں 'ہٗ' ضمیر سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریمؑ ہیں۔ 'وَمَا صَلَبُوْهُ' میں 'ہٗ' سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریمؑ ہیں۔ 'وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ' میں 'ھو' سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریمؑ ہیں۔ 'وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ' میں 'ہٖ' سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریمؑ ہیں۔ 'لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ' میں 'ہٗ' سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریمؑ ہیں۔ 'وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ' میں 'ہٖ' سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریمؑ ہیں۔ 'وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا' میں 'ہٗ' سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریمؑ ہیں۔ 'بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ' میں 'ہٗ' سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریمؑ ہیں۔ 'وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ' میں 'ہٖ' سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریمؑ ہیں۔ لہٰذا 'قَبْلَ مَوْتِهٖ' میں 'ہٖ' سے مراد بھی حضرت عیسیٰ بن مریمؑ ہیں اور 'وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا' میں 'ھو' سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریمؑ ہیں۔ پس قرآن کا یہ سیاق اس بات کی واضح دلیل ہے کہ 'مَوْتِهٖ' میں 'ہٖ' ضمیر سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریمؑ ہیں اور اس سیاق قرآنی سے پھرنا جائز نہیں ہے''۔

دوسری وجہ: علامہ شنقیطیؒ لکھتے ہیں:

الوجه الثاني: من مرجحات هذا القول' أنه على هذا القول الصحيح' فمفسر الضمير ملفوظ مصرح به' في قوله تعالى: ﴿وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ﴾ وأما على القول الآخر فمفسر الضمير ليس مذكورا في الآية أصلا' بل هو مقدر تقديره : ما من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته' أي موت أحد أهل الكتاب المقدر۔ ومما لاشك فيه' أن ما لا يحتاج إلى تقدير' أرجح وأولى' مما يحتاج إلى تقدير۔

''دوسری وجہ ترجیح جس کے مطابق پہلا قول راجح ہے وہ یہ کہ پہلے قول کی صورت میں 'مَوْتِهٖ' میں 'ہٖ' ضمیر کا مرجع (یعنی حضرت عیسیٰ بن مریمؑ) لفظوں میں موجود ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ

اللّٰہِ﴾۔ جبکہ دوسرے قول کو اختیار کرنے کی صورت میں 'ہٖ' ضمیر کا مرجع آیت میں اصلاً مذکور نہیں ہے بلکہ اس کو محذوف نکالا جائے گا اور تقدیر عبارت میں 'اَحَد' کا لفظ مقدر نکالا گیا ہے اور اس کی طرف 'ہٖ' ضمیر لوٹائی گئی ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ تفسیر جس میں محذوف نہ ہو اسے اس تفسیر پر ترجیح حاصل ہو گی جس میں محذوف ہو۔ (لہٰذا پہلا قول راجح ہے)''۔

تیسری وجہ: علامہ شنقیطیؒ لکھتے ہیں:

الوجه الثالث: من مرجحات هذا القول الصحيح' أنه تشهد له السنة النبوية المتواترة' لان النبیﷺ قد تواترت عنه الأحاديث بأن عيسى حیّ الآن' وأنه سينزل فی آخر الزمان حكما مقسطا۔ ولا ينكر تواتر السنة بذلك إلا مكابر۔ قال ابن كثير فی تفسيره' بعد أن ذكر هذا القول الصحيح ونسبه الى جماعة من المفسرين ما نصه: وهذا القول هو الحق كما سنبينه بعد بالدليل القاطع إن شاء الله تعالى۔ وقوله بالدليل القاطع يعنی السنة المتواترة' لأنها قطعية وهو صادق فی ذلك۔ وقال ابن كثير' فی تفسير آية الزخرف هذا ما نصه: وقد تواترت الأحاديث' عن رسول الله ﷺ' أنه أخبر بنزول عيسى عليه السلام قبل يوم القيامة إماما عادلا وحكما مقسطا۔ وهو صادق فی تواتر الأحاديث بذلك۔ وأما القول بأن الضمير فی قوله قبل موته راجع إلى الكتاب فهو خلاف ظاهر القرآن ' و لم يقم عليه دليل من كتاب و لا سنة۔

''پہلے قول کے راجح اور صحیح ہونے کی تیسری وجہ یہ بھی ہے کہ متواتر احادیث سے اس قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ سے تواتر سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ ابھی زندہ ہیں اور آخری زمانے میں ایک عادل حکمران کے طور پر ان کا نزول ہوگا۔ اور ان متواتر احادیث کا وہی شخص منکر ہوگا جو معاند و مخالف ہو۔ امام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں پہلے قول کو ہی صحیح قرار دیا ہے اور مفسرین کی ایک جماعت کے بارے میں بھی یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ صرف پہلے قول کو ہی صحیح قرار دیتے ہیں۔ امام ابن

کثیرؒ نے لکھا ہے کہ صرف یہی قول حق ہے اور ہم اس قول کے حق ہونے کو دلیل قطعی سے ثابت کریں گے۔ امام ابن کثیرؒ کے الفاظ 'دلیل قطعی' سے مراد سنتِ متواترہ ہے کیونکہ یہ قطعی ہوتی ہے اور ابن کثیرؒ کا یہ کہنا صحیح ہے کہ یہ دلیل قاطع ہے۔ امام ابن کثیرؒ نے سورۃ الزخرف میں ﴿وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ سے متواتر احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کا ایک عادل حکمران کے طور پر نزول ہوگا۔ جبکہ یہ کہنا کہ 'مَوْتِہٖ' کی 'ہ' ضمیر کتاب کی طرف لوٹ رہی ہے' قرآن کی ظاہری نصوص کے خلاف ہے اور اس قول کی کوئی دلیل کتاب وسنت میں موجود نہیں ہے''۔

چوتھی وجہ: علامہ شنقیطیؒ لکھتے ہیں:

الوجه الرابع: هو أن القول الأول الصحيح' واضح لا إشكال فيه' ولا يحتاج إلى تأويل و لا تخصيص بخلاف القول الآخر' فهو مشكل لا يكاد يصدق' إلا مع تخصيص والتأويلات التي يرونها فيه عن ابن عباس وغيره' ظاهرة البعد والسقوط لأنه على القول بأن الضمير في قوله قبل موته راجع إلى عيسىٰ فلا إشكال ولا خفاء' ولا حاجة إلى تأويل و لا إلى تخصيص۔ وأما على القول بأنه راجع إلى الكتابي فإنه مشكل جدا بالنسبة لكل من فأجاه الموت من أهل الكتاب' كالذي يسقط من عال الى أسفل' والذي يقطع رأسه بالسيف وهو غافل والذي يموت في نومه ونحو ذلك' فلا يصدق هذا العموم المذكور في الآية على هذا النوع' من أهل الكتاب' إلا إذا ادعى إخراجهم منه بمخصص۔ ولا سبيل إلى تخصيص ذلك عمومات القرآن ' إلا بدليل يجب الرجوع إليه من المخصصات المتصلة أو المنفصلة۔ وما يذكر عن ابن عباس من أنه سئل عن الذي يقطع رأسه من أهل الكتاب فقال إن رأسه يتكلم بالإيمان بعيسى'وأن الذي يهوى من عال إلى أسفل يؤمن به و هو يهوى' لا يخفى بعده و سقوطه' وأنه لا دليل ألبتة عليه كما ترى۔

"چوتھی وجہ پہلے قول کے صحیح ہونے کی یہ ہے کہ یہ بالکل واضح قول ہے جس میں کسی قسم کا کوئی اشکال نہیں ہے۔ اس قول کے لیے کسی تاویل یا تخصیص کی بھی ضرورت نہیں ہے' جبکہ دوسرے قول کا معاملہ ایسا نہیں ہے۔ دوسرے قول کا معنی بغیر اس کی تاویلات یا تخصیص کے ممکن نہیں ہے اور اس قول کے قائلین اس قول کو بیان کرنے کے بعد اس کی تاویلات حضرت عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ کے اقوال سے کرتے ہیں اور یہ تاویلات حد درجہ بعید اور حقیقت سے گری ہوئی ہیں۔ اگر 'مَوْتِہٖ' میں 'ہ' ضمیر کو حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کی طرف لوٹایا جائے تو آیت مبارکہ کی تفسیر میں کسی تاویل و تخصیص کی ضرورت باقی نہیں رہتی' لیکن اگر اس ضمیر کو کتابی کی طرف لوٹایا جائے تو اس آیت کی تفسیر اس کتابی کے بارے میں بہت مشکل ہو جائے گی جس کو اچانک موت نے آ پکڑا ہو' جیسے کوئی کتابی اوپر سے نیچے گرنے کی وجہ سے مر گیا یا اس کی غفلت میں اس کا سر تلوار سے اڑا دیا گیا یا اس کی نیند کی حالت میں اسے موت آ گئی وغیرہ' تو اس قسم کی موت کی تمام صورتیں اس آیت کے عموم میں داخل نہ ہوں گی (کیونکہ ایسی اچانک موت کی صورت میں کئی ایک کتابیوں کو حضرت عیسیٰ بن مریمؑ پر ایمان لانے کا موقع ہی نہ ملے گا' جبکہ دوسرے قول کی صورت میں آیت کا مفہوم یہ بن رہا ہے کہ ہر ایک کتابی اپنی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ بن مریمؑ پر ایمان لائے گا) سوائے اس کے کہ قرآن کے اس عموم کی تخصیص کی جائے اور قرآن کے عموم کی بغیر کسی متصل یا منفصل مخصص کے تخصیص جائز نہیں ہے۔ اور ابن عباسؓ سے یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ ان سے جب اس کتابی کے بارے میں سوال ہوا جس کا سر قلم کر دیا جاتا ہے تو انہوں نے کہا: اس کا سر حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ پر ایمان لانے کے لیے کلام کرے گا اور جو بلندی سے نیچے کی طرف گر رہا ہو تو وہ گرتے ہوئے حضرت عیسیٰ بن مریمؑ پر ایمان لے آئے گا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ان تاویلات کا بعید از قیاس ہونا اور حقیقت سے عاری ہونا واضح ہے اور اس قسم کی تاویلات کی کوئی دلیل بھی نہیں ہے۔"

پانچویں وجہ: یہ قول جلیل القدر صحابہ کرام مثلاً حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے۔ حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَنْزِلَ فِیْکُمْ

ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضَ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ اَحَدٌ حَتّٰى تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا)) ثم يقول ابوهريرة واقرؤوا إن شئتم ﴿ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴾ (٦)

"اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، قریب ہے کہ تمہارے درمیان عیسیٰ بن مریم ایک عادل حکمران کی حیثیت سے نازل ہوں گے، پس وہ صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ ختم کر دیں گے اور مال بہت بڑھ جائے گا یہاں تک کہ کوئی بھی اسے قبول نہ کرے گا اور ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا"۔ پھر اس کے بعد حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے: اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴾۔ یعنی اہل کتاب میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہوگا مگر وہ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ پر ایمان لے کر آئے گا اور وہ ان کے خلاف قیامت کے دن گواہی دیں گے"۔

امام نوویؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

ففيه دلالة ظاهرة على أن مذهب أبي هريرة في الآية أن الضمير في موته يعود على عيسى عليه السلام و معناها وما من أهل الكتاب يكون في زمن عيسى عليه السلام إلا من آمن به وعلم أنه عبد الله وابن أمته وهذا مذهب جماعة من المفسرين (٧)

"یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اس آیت مبارکہ کے بارے میں حضرت ابوہریرہؓ کا مذہب یہ ہے کہ 'مَوْتِهٖ' میں 'ہ' ضمیر حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کی طرف لوٹ رہی ہے اور آیت کا مفہوم ان کے نزدیک یہ ہوگا کہ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے زمانے میں کوئی بھی کتابی ایسا نہ رہے گا جو حضرت عیسیٰ بن مریمؑ پر ایمان نہ لے آئے اور ان کو اللہ کا بندہ اور اس کی لونڈی کا بیٹا نہ جان لے۔ مفسرین کی ایک جماعت کا قول بھی یہی ہے"۔

ایسا ہی قول اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مختلف اسناد کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی

منقول ہے۔ابن جریر طبریؒ فرماتے ہیں:

حدثنا ابن بشار قال ثنا عبد الرحمن قال ثنا سفیان عن أبی حصین عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ﴿وَاِنْ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ قال قبل موت عیسی۔[۶]

''ہمیں ابن بشار نے'انہوں نے کہا: ہمیں عبدالرحمٰن نے'انہوں نے کہا: ہمیں سفیان نے ابوحصین سے بیان کیا ہے اور وہ سعید بن جبیر سے اور وہ ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے'وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ' میں'مَوْتِهٖ' کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کی موت سے پہلے''۔

علامہ ابن حجرؒ اس قول کی استنادی حیثیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

وبهذا جزم ابن عباس فیما رواه ابن جریر من طریق سعید بن جبیر عنه باسناد صحیح[۷]

''اسی قول کو ابن عباسؓ نے یقین کے ساتھ بیان کیا ہے'ابن عباسؓ کے اس قول کو ابن جریر طبریؒ نے صحیح سند کے ساتھ سعید بن جبیرؒ سے نقل کیا ہے''۔

(جاری ہے)

حواشی

۱) تفسیر مقاتل: سورۃ النساء: ۱۵۹۔
۲) الوسیط : سورۃ النساء: ۱۵۹۔
۳) تفسیر القرآن: سورۃ النساء: ۱۵۹۔
٤) صحیح البخاری' کتاب احادیث الانبیاء' باب نزول عیسی بن مریم۔ وصحیح مسلم' کتاب الایمان' باب نزول عیسی بن مریم حاکما بشریعۃ نبینا محمدﷺ۔
٥) شرح النووی مع صحیح مسلم' کتاب الإیمان' باب نزول عیسی بن مریم حکما بشریعۃ نبینا محمدﷺ۔
٦) تفسیر طبری: سورۃ النساء: ۱۵۹۔
۷) فتح الباری مع صحیح البخاری' کتاب احادیث الانبیاء' باب نزول عیسی بن مریم۔

تصحیح: مضمون ہٰذا کی دوسری قسط (حکمت قرآن ستمبر' ص ۴۱) میں الفاظِ قرآنی ﴿يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا﴾ کا حوالہ سہواً (النساء:۱۷۲) درج ہو گیا تھا' صحیح حوالہ (النساء:۱۷٦) ہے۔ادارہ اس سہو پر معذرت خواہ ہے۔